



”أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ“ کون؟

مفتی منیب الرحمن

25 تا 27 اگست 2016ء کو ریاست چینیا کے دارالحکومت ”گروزی“ میں علمائے اسلام کی ایک عالمی کانفرنس ”الْمُوْتَمَرُ

الْعَالَمِيُّ لِعُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ“ منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کا موضوع تھا: ”مَنْ هُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ؟“، یعنی ”أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ کون ہیں؟“، بالفاظ دیگر اهل السنّة والجماعة کی متفقہ تعریف مقصود تھی۔ اس کانفرنس میں شیخ الازہر ڈاکٹر محمد احمد الطیب، جامعہ الازہر کے ریکٹر شیخ ابراہیم، مفتی اعظم چینیا شوکی الیم، ڈاکٹر شیخ سعید عبداللطیف فودہ (اردن)، شیخ الحبیب علی الجفّری (یمن)، شیخ ابوبکر (کیرالہ، انڈیا) اور دیگر علمائے کبار شریک تھے۔ چینیا کے صدر رمضان قدیروف نے اس کانفرنس کی صدارت کی۔ کانفرنس کی قرارداد اور اعلامیہ حسب ذیل ہے:

اہل السنّة والجماعة اعتقادی یعنی کلامی مسائل میں اشاعہ (جو امام ابوالحسن الاشعری کی طرف منسوب ہیں)، ماثر یدیہ (جو امام ابو منصور ماتریدی کی طرف منسوب ہیں) اور ”أَهْلُ الْحَدِيثِ الْمَفْوَّضَہ“ شامل ہیں (یعنی وہ اہل حدیث جو اعتقادی مسائل میں صفات الہی سے متعلق آیات تشابہات پر ایمان لاتے ہیں اور اُن کے مرادی یا حقیقی معنی کو اللہ تعالیٰ کے علم کی طرف تفویض کر دیتے ہیں، یعنی وہ ان الفاظ کے ظاہری معنی مراد نہیں لیتے۔ ان آیات تشابہات میں اللہ تعالیٰ کے لیے ”يَذُ، وَجْه، ساق، نفس، عین اور جہت وغیرہا“ کلمات آئے ہیں۔ پس جن اہل حدیث نے ان کلمات کو اعضاء و جوارح (Organs) کے معنی میں لیا ہے، اس کانفرنس کی قرارداد کی رُو سے انہیں ”أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ“ سے خارج قرار دیا گیا ہے، اس فکر کے حاملین کو علمائے علم الکلام نے ”مُحَسِّمِينَ“ سے تعبیر کیا ہے)۔ ان میں چار فقہی مذاہب کے ماننے والے حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ شامل ہیں اور ان کے علاوہ سید الطائفہ امام حنید اور علم، اخلاق اور تزکیہ میں اُن کے طریق اصلاح کے حامل ائمہ ہدی شامل ہیں۔ یہ علمی منہج اُن علوم کا احترام کرتا ہے جو، وحی ربانی کو سمجھنے کے لیے خادم کا درجہ رکھتے ہیں اور نفس و فکر کی اصلاح، دین کو تحریف اور بے مقصد باتوں سے محفوظ رکھنے اور اموال اور آبرو کی حفاظت اور نظام اخلاق کی حفاظت کرنے میں، اس دین کی اقدار اور مقاصد کو واضح کرتے ہیں۔

قرآن کریم کی حدود ہیں اور یہ تمام دینی علوم اس معنی میں بطور خادم اُس کا احاطہ کیے ہوئے ہیں کہ جو اُس کے معنی و مراد

کو سمجھنے میں مددگار ہوتے ہیں اور حیات، تمدن، آداب و اخلاق، رحمت و راحت، ایمان و عرفان اور دنیا میں امن و سلامتی کے فروغ سے متعلق قرآن میں ودیعت کیے ہوئے ان علوم کا استخراج (Deduction) کرتے ہیں اور اس کے سبب اقوام عالم، مختلف طرز بود و باش رکھنے والوں اور مختلف تہذیب و تمدن کے حاملین پر یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ دین تمام جہانوں کے لیے رحمت ہے اور دنیا اور آخرت کی سعادت کا باعث ہے۔

أهل السنة والجماعة کا منہج تمام مناجات اسلام میں سے زیادہ جامع، زیادہ ثقہ، زیادہ مضبوط، علمی کتب اور تدریس کے اعتبار سے شرع شریف کے مقاصد کے ادراک اور عقل سلیم کے لیے صحیح تعبیر کا حامل ہے اور تمام علوم اور حیات انسانی کے تمام شعبوں میں بہترین ربط اور حسن تعلق کا آئینہ دار ہے۔ أهل السنة والجماعة کی علمی درس گاہوں نے صدیوں سے ہزاروں علماء اور فضلاء پیدا کیے ہیں جو سائبیریا سے ناچگیر یا تک اور طنجر (جبرالٹر کے بالمقابل مراکش کا ساحلی شہر) سے جکارتا تک پھیلے ہوئے ہیں اور افتاء، قضا، تدریس اور خطابت کے شعبوں میں اعلیٰ ترین مناصب پر فائز رہے ہیں۔ ان کی برکت سے انسانی معاشرت کو امان ملی، فتنوں اور جنگوں کی آگ بجھی، ممالک میں قرار و سکون آیا اور علم و علوم کی اشاعت ہوئی۔

أهل السنة والجماعة اپنی پوری تاریخ میں اسلام کی صحیح تعبیر کر کے انحرافی فکر سے اس کی حفاظت کرتے رہے ہیں، وہ مختلف فرقوں کے نظریات اور مفاہیم کا جائزہ لیتے ہیں اور ان کے لیے علم، نقد و جرح اور ثبوت کے معیارات مقرر کرتے ہیں، الحاد و انحراف کی کوششوں کا سد باب کرتے ہیں، تحقیق و تنقیح کے شعار کے ذریعے خطا و صواب میں امتیاز کرنے کے لیے علوم کی ترویج کرتے ہیں۔ انہی کے منہج علمی کے فروغ کے باعث انتہا پسندی کا سد باب ہوا اور امت محمدیہ کے تمدن کو فروغ ملا۔ اسی طبقے میں اسلام کے وہ عبقری علماء پیدا ہوئے، جنہوں نے الجبرا، ریاضی، جیومیٹری، لوگارٹھم، انجینئرنگ، طب و جراحات، فارمیسی، حیاتیات، ارضیات، کیمیا، طبیعیات، فلکیات، صوتیات و بصریات اور دیگر علوم میں کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔

انحرافی فکر کا فتنہ ہر دور میں سراٹھاتا رہا ہے، یہ لوگ ہر دور میں اپنی فکر کو قرآن و سنت کی طرف منسوب کر کے صحیح منہج علمی کو مٹانے کی کوشش کرتے رہے ہیں، ان کی وجہ سے عام لوگوں کا امن و سکون غارت ہو جاتا ہے، ایسی ہی گمراہ فکر کے حاملین قدیم دور کے خوارج تھے جن کا تسلسل ہمارے عہد کے وہ خوارج ہیں جو اپنے آپ کو سلفیت کی طرف منسوب کرتے ہیں اور مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں۔ داعش اور ان کی انتہا پسندانہ فکر کی حامل ساری تنظیموں میں یہ چیز بھی مشترک ہے کہ وہ دین کی مُسَلَّمہ اور محققہ تعلیمات میں تحریف کرتے ہیں، انتہا پسند ہیں، جہالت پر مبنی باطل تاویلات کو دین سے منسوب کرتے ہیں، اس کے نتیجے میں مسلمانوں میں فکری انتشار پیدا ہوتا ہے۔ ان باطل تاویلات کے بطن سے تکفیری اور تباہ کن فکر، خوں ریزی اور تخریب و فساد جنم لیتا ہے اور اسلام کا نام بدنام ہوتا ہے۔ ان کی برپا کردہ جنگوں اور حق سے تجاوز کا تقاضا ہے کہ دین حنیف کے حاملین

برملائن سے براءت کا اعلان کریں اور یہ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کا مصداق ہوگا: ”بعد میں آنے والوں میں سے اس دین کے حامل وہ انتہائی منصف مزاج علماء ہوں گے، جو اس دین کو انتہا پسندوں کی تحریف، باطل پرستوں کی بے اصل باتوں اور جابلوں کی تاویلوں سے پاک کریں گے، (شرح مشکل الآثار: 3884)۔“

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کانفرنس ایسا سنگ میل ثابت ہوگی جو الحادی فکر کی اصلاح کرے گی اور انتہا پسندوں کے باطل اجتہادات و تاویلات کے ذریعے اہل السنۃ والجماعۃ کے لیے جو خطرات پیدا ہو چکے ہیں، اُن سے نجات کا باعث ہوگی۔ اس کا احسن طریقہ یہ ہے کہ ہماری بڑی درس گاہوں میں اس انحرافی فکر کو رد کرنے کے لیے مضبوط علمی استدلال کا طریقہ اختیار کیا جائے اور تکفیر اور انتہا پسندی سے نجات پانے کے لیے امن و سلامتی کے اسلامی پیغام کو پورے عالم انسانیت کے لیے عام کیا جائے تاکہ ہمارے ممالک سب کے سب ہدایت کے سرچشمے اور منارۃ نور بنیں۔

اس کانفرنس کا اعلامیہ جاری ہونے کے بعد عالمی سطح پر دینی اور علمی حلقوں میں اضطراب پیدا ہوا، بعض نجی ویب سائٹس پر اور اہل تشیع کی ویب سائٹس پر بھی اس کی خوب تشہیر کی گئی اور اسے وہابیت کے خلاف ایک بڑا اقدام قرار دیا۔ سعودی عرب کے علماء نے اس پر احتجاج کیا کہ انہیں ”اہل السنۃ والجماعۃ“ سے خارج کیا گیا ہے، چنانچہ ”مجمع الفقہ الاسلامی“ نے قرار دیا: ”اہل السنۃ والجماعۃ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد ﷺ کی رسالت پر یقین کامل رکھتے ہیں اور صحابہ رسول کی تکریم کرتے ہیں اور اہل بیت رسول کو انتہائی احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا: جو لوگ ارکان اسلام پر یقین رکھتے ہیں، اسلامی عقائد کا انکار نہیں کرتے اور شریعت کے حرام کو، جیسے قتل ناحق ہے، حلال قرار نہیں دیتے۔“ اس کے بعد شیخ عبداللطیف سعیدؒ نے سوشل میڈیا پر یہ وضاحت کی: ”بہت سی چیزیں اسلام کی طرف منسوب مذاہب میں مشترک ہیں، اُن میں شیعہ، زیدیہ، معتزلہ اور وہابیہ سب شامل ہیں۔ ہم نے مشترکات کو نہیں چھیڑا، کیونکہ مذاہب کو بیان کرنے کے لیے اُن کے درمیان امتیازات (Distinctions) اور عقائد کے فرق کو بیان کرنا ہوتا ہے، پس اس کانفرنس کے اعلامیہ کو اسی تناظر میں دیکھا جائے۔“

یہ تفصیلات میں نے سہل انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ امت مسلمہ میں عالمی سطح پر جو اضطراب ہے، تمام مذہبی طبقات کو اس کا صحیح ادراک ہو جائے۔ میری دانست میں اس کی ضرورت، دور حاضر میں بعض لوگوں کے خود وضع کیے ہوئے جہادی اور تکفیری کلچر کے نتیجے میں، محسوس کی گئی ہے، کیونکہ اس تخریب و فساد کا نشانہ سب سے زیادہ خود مسلم ممالک بن رہے ہیں۔ اس کانفرنس کے اعلامیہ سے روس اور ایران کی دلچسپی شام کے حالات کے تناظر میں واضح ہے اور چین میں بھی کسی نہ کسی سطح پر جہادی فکر موجود ہے، اگرچہ جو ہر دودائیف کے زوال کے بعد اسے دبا دیا گیا ہے۔ حال ہی میں ایک امریکی پروفیسر عمر نے بتایا کہ خلیفہ کے لیے قرشی ہونے کی شرط کے سبب داعش کے لوگ افغان طالبان کے امیر کی بیعت سے کنارہ کش ہو گئے

ہیں۔ سعودی عرب کے علماء جو ایک وقت میں اس تصور جہاد کے حامی تھے اور وہاں سے ان گروہوں کو اعانت بھی مل رہی تھی، اب وہ برملا اس سے براءت کا اعلان کر رہے ہیں اور اس طبقے کو تکفیری اور خارجی قرار دے رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ گروہوں کی اس عالمی کانفرنس کو اختلاف کی خلیج کو وسیع کرنے کے لیے استعمال نہ کیا جائے بلکہ سعودی عرب سمیت تمام علمائے امت کو اس سے استفادہ کرتے ہوئے دین کے مسئلہ اور مشترکہ اصولوں پر اجماع کے قیام کے لیے استعمال کیا جائے۔ سعودی عرب جو اپنے دینی نظریات کے فروغ کے لیے بے پناہ سرمایہ خرچ کرتا تھا، اب وہ خود ان فساد یوں کے نشانے پر ہے۔ لہذا انہیں اب یہ مصارف دین اور امت کی وحدت کے لیے استعمال کرنے چاہئیں اور امت میں تفریق کے اسباب کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ حقیقی معنی میں اتحاد امت کا خواب اپنی تعبیر کو پاسکے۔

زبان و بیان: Theresa May کچھ عرصہ قبل برطانیہ کی وزیرِ اعظم منتخب ہوئی ہیں۔ ہمارے اخبارات میں ان کا نام ”تھریسا“ لکھا جا رہا ہے، یہ غلط ہے۔ اس کا صحیح تلفظ ”ٹرسا، مے“ ہے، Theresa کا ایچ ساکت (Silent) ہے اور اس کا صحیح تلفظ ٹرسا ہے اور ”مے“ الگ لفظ ہے۔ ستر کے عشرے میں، میں نے کسی کالم میں پڑھا تھا کہ ابتدائی دور میں برطانوی خبر ایجنسی ”Reuters“ کو ہمارے اردو اخبار نویس اُس کے Spelling کو دیکھتے ہوئے ”رائٹرز“ کی بجائے ”ریوٹرز“ لکھا کرتے تھے۔

(2) جناب وقار خان ہمارے پسندیدہ کالم نگار ہیں، لوگ کہاتیں اور روایات بہت اچھی بیان کرتے ہیں اور خوبصورت اردو لکھتے ہیں۔ آج (جمعرات کے دن) انہوں نے اپنے کالم میں ”نفسا نفسی“ لکھا ہے، اگرچہ ہمارے ہاں یہ رائج ہے اور ڈکشنری میں بھی ہے، لیکن دراصل یہ ”نفسی نفسی“ ہے، یعنی: اپنی فکر میں غلطیاں و پچھتاہوں ہونا۔

(3) بہت سے حضرات اپنے اداروں یا محلات و جرائد کو اپنے کسی بزرگ کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور ٹائٹل پر لکھتے ہیں: ”بیادگار فلاں“، یہ درست نہیں ہے۔ دراصل یوں لکھنا چاہیے: ”بیادفلاں“ یعنی فلاں بزرگ کی یاد میں، کیونکہ یادگار تو وہ مجلہ یا جریدہ یا ادارہ یا عمارت ہوتی ہے، جیسے یادگار پاکستان۔

(4) اسی طرح بعض حضرات دعوت نامے پر مدعو شخص کا نام لکھ کر ”مجمع اہل خانہ“ لکھتے ہیں، یہ درست نہیں ہے، کیونکہ ”مجمع“ کے معنی ساتھ کے ہیں اور ”ب“ زائد ہے، لہذا ”مجمع اہل خانہ“ لکھنا چاہیے۔ اسی طرح کسی اشتہار یا دعوت نامے پر ہجری تاریخ کے بعد ”بمطابق“ لکھ کر عیسوی تاریخ لکھتے ہیں، یہاں پر بھی ”ب“ زائد ہے، صرف ”مطابق“ لکھنا چاہیے۔